ڈاکٹر محمد جنید ندوی ☆

سیرت نگاری کے مآخذ، اُصول اور منہج تحقیق

ابتدائیہ:

سرکارِ دو عالم، فخرِ بنی آدم، رسول الثقلین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت مقدسہ اپنی ظاہری و باطنی وسعتوں اور پنہائیوں کے لحاظ سے کوئی شخصی سیرت نہیں، بلکہ ایک عالمگیر اور بین الاقوامی سیرت ہے جو کسی شخص واحد کا دستورِ زندگی نہیں بلکہ جہانوں کے لئے ایک مکمل دستورِ حیات ہے۔ جوں جوں زمانہ ترقی کرتا چلا جائے گا اُسی حد تک انسانی زندگی کی استواری و ہمواری کے لئے اس سیرت کی ضرورت شدید سے شدید تر ہوتی چلی جائے گی۔ (۱) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی ایک بین الاقوامی مشن کی داستان ہے، وہ قرآن کے ابدی اصولوں کی تفسیر ہے جسے عمل کی زبان میں مرتب کیا گیا ہے۔ وہ اس مقدس پیغام کی تکمیل ہے جس کی مشعل آدم، ابراہیم، موسیٰ اور جملہ انبیاء علیہم السلام اپنے اپنے دور میں روشن کرتے رہے ہیں۔ (۲) یہ ایک حقیقت ہے کہ قرآن اور سیرت محمدی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام دونوں ہی بحیرِ ناپیدا کنار ہیں، کوئی انسان یہ چاہے کہ ان کے تمام معانی اور فوائد و برکات کا احاطہ کرے تو اس میں کبھی کامیاب نہیں ہوسکتا، البتہ جس چیز کی کوشش کی جاسکتی ہے وہ بس یہ ہے کہ جس حد تک ممکن ہو آدمی ان کا زیادہ سے زیادہ فہم حاصل کرے اور ان کی مدد سے روحِ دین تک رسائی پائے۔ (۳)

اسلامی علوم و فنون میں آج تک جو کچھ مدون و مرتب ہوا ہے اس میں سے غالب حصہ سیرتِ مصطفیٰ ﷺ پر مشتمل ہے اور شاید یہ کہنا بلا مبالغہ ہوگا کہ دنیائے علم میں مُدوّنات، مُصنفات اور کتب و رسائل میں سب سے زیادہ تعداد سیرت مصطفیٰ ﷺ سے متعلق ہے۔ (۴) اس کی ایک وجہ یہ ہے کہ

☆ صدر شعبۂ لازمی مضامین، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد

سیرت مصطفیٰ ﷺ ایک فرد کی سیرت نہیں بلکہ ایک تاریخی دلالت کی داستان ہے اور دوسری وجہ یہ ہے کہ، سیرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے تنوعات کے اعتبار سے نہ ختم ہونے والا سلسلہ ہے جو چودہ سو سال سے جاری ہے اور ان شاء اللہ قیامت تک جاری رہے گا، ''دنیا میں جب تک مسلمان ہیں، سیرت نبویہ ایک زندہ عامل کی حیثیت رکھے گی، اور دنیا کے ترقی پذیر تمدن اور تبدل پذیر حالت میں کسی ہمہ گیر و جامع اسوۂ حسنہ کے کسی ایک پہلو کو کبھی اہمیت حاصل رہے گی تو کبھی کسی اور کو'' ۔(۵)

سیرت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم پر دنیا کی مختلف زبانوں میں لکھنے والوں نے مختلف مقاصد، مختلف احساسات اور مختلف زاویوں اور پہلوؤں سے کتابیں لکھی ہیں۔ اسی بنا پر ''سیرت کی تمام کتابیں ثقاہت و صحت کے اعتبار سے ایک جیسی نہیں ہیں، کسی سیرت نگار نے تو چھان پھٹک کے بغیر ہی رطب و یابس کو اکٹھا کر دیا ہے، یہاں تک کہ موضوع روایتوں کو نقل کرنے سے بھی گریز نہیں کیا''۔ (۶) اسی طرح ''آنحضرت ﷺ کی زندگی کے حالات جن کو مسلمان سیر اور انگریز لائف کہتے ہیں صرف دین دار مسلمانوں عالموں ہی نے نہیں لکھے، بلکہ غیر مذہب کے علما اور مؤرخین نے بھی بہت کچھ لکھا ہے۔ مگر نہایت افسوس ہے کہ وہ دونوں افراط و تفریط میں پڑ گئے۔ پہلوں کی آنکھوں میں تو کمالِ روشنی کے سبب چکا چوند آ گئی، اور پچھلوں کی آنکھیں بجلی کی چمک سے بند ہوگئیں۔ پہلے تو شراب محبت کی سرشاری میں بات سے بھٹک گئے اور پچھلے اس راستے کی ناواقفی سے منزل تک نہ پہنچے۔ پہلے تو یہ بھولے وہ کس کا بیان کرتے ہیں اور پچھلوں نے اسی کو نہ جانا جس کا ذکر کرتے ہیں۔(۷)

سیرت نگاری، بعثت محمد ﷺ کی عظمت، وسعت، اور منصب نبوت کی نزاکتوں اور اہمیت کی مکمل تصویر پیش کرنے کا نام ہے۔ آپ ﷺ کی سیرت مطہرہ امت مسلمہ کا عظیم سرمایہ اور مینارۂ نور ہے جس سے تا قیامت رہنمائی لی جاتی رہے گی۔ لیکن اس عظیم سرمائے اور چشمۂ ہدایت میں بعض مضر چیزوں کی ملاوٹ ہوگئی ہے۔ لہٰذا اس بات کی ضرورت ہے کہ مستقبل کے سیرت نگاروں کی رہنمائی کی جائے تا کہ وہ سیرت طیبہ کے چشمۂ فیض و ہدایت کو صاف و شفاف انداز اور جدید دور کے تقاضوں کے مطابق پیش کر سکیں۔

اس مقالے کا مقصد سیرت نگاری کے مآخذ، اصولِ روایت و درایت اور منہج تحقیق پر ایک جائزہ پیش کرنا ہے۔ اس ضمن میں قدیم و جدید سیرت نگاروں کی کتب کے مقدمات میں جن مآخذ، اصولوں اور منہج تحقیق کی نشاندہی کی گئی ہے انہیں اکٹھا کر کے وہ اصول مرتب کرنے کی کوشش کی گئی ہے جو سیرت نگاری کے لئے مفید ہو سکتے ہیں۔

اس کام کے لئے عربی، اردو اور انگریزی کی چند معروف کتب سیرت کا انتخاب کیا گیا ہے، جن کی فہرست حواشی میں دی گئی ہے۔ (۸) مقالے کے متن میں صرف اُن سیرت نگاروں کا ذکر کیا گیا ہے، جن کی کتب سیرت کے مقدمات یا دیباچوں سے سیرت نگاری کے مآخذ، اصول روایت و درایت، منہج تحقیق اور سیرت نگاری کے اصولوں کے بارے میں رہنمائی ملتی ہے۔

سیرت نگاری کے مآخذ:

سیرت نگاری کے میدان میں اس بات کا تعین کرنا بے حد ضروری ہے کہ سیرت طیبہ کو کن مآخذ سے مرتب کیا جائے۔ لہٰذا سیرت نگاری کے لئے اہل علم نے درج ذیل مآخذ کو تسلیم کیا ہے:

۱۔ قرآنِ مجید، ۲۔ کتبِ احادیث، ۳۔ کتبِ مغازی و سیر، ۴۔ کتبِ تاریخ، ۵۔ کتبِ تفاسیر، ۶۔ کتبِ اسماء الرجال، ۷۔ کتبِ شمائل، ۸۔ کتبِ دلائل ۹۔ کتبِ آثار و اخبار، ۱۰۔ معاصرانہ شاعری، ۱۱۔ غیر مذاہب کی مقدس کتب

۱۔ قرآن مجید:

سیرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا بنیادی مآخذ ہے۔ اس الہامی کتاب کی ۱۱۴ سورتوں میں آنحضرت کی حیاتِ مبارکہ کے ضروری اجزا جستہ جستہ مذکور ہیں۔ آپ ﷺ کی ابتدائی زندگی، یتیمی، غربت، جوانی میں مالی فراغت، تلاشِ حق، بعثت، نزولِ وحی، دعوت و تبلیغ، کفار کی مخالفت، اسلام کا فروغ، معراج، ہجرت حبشہ، ہجرت مدینہ، تحویل قبلہ، مشہور غزوات بدر، احد، احزاب، حنین، تبوک اور فتح مکہ، خاندانی زندگی، اخلاق و عادات اور سیرت و کردار کے بارے میں مستند معلومات کا سرچشمہ یہی کتاب ہے۔ (۹)

۲۔ کتب احادیث:

قرآن کے بعد سیرت رسول ﷺ کا دوسرا بڑا ماخذِ احادیث نبوی ہیں۔ جن کے روایوں کی تعداد ایک لاکھ کے لگ بھگ ہے۔ اس ذخیرے میں صحیح، قوی، ضعیف اور موضوع احادیث سب الگ الگ نہیں، محدثین نے بے حد تلاش، محنت، کاوش اور احتیاط کے بعد کتب احادیث مرتب کیں اور یوں سیرتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ایسا بے مثال ریکارڈ محفوظ کیا، جس کی دنیائے تاریخ میں کوئی نظیر نہیں ملتی۔ یہ درست ہے کہ بقول سر سید احمد خان، ''کسی مشہور محدث نے بجز ایک کے (شمائل ترمذی کے مرتب امام ابوعیسی

ترمذی ۲۰۹ھ تا ۲۷۹ھ) کوئی خاص کتاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے حالات پر نہیں لکھی، لیکن تمام محدثین نے جن کی سعی اور کوشش کا دنیا پر بہت بڑا احسان ہے، اپنی اپنی کتابوں میں اُن حدیثوں کو بھی بیان کیا ہے، جو آنحضرت ﷺ کی زندگی کے حالات سے متعلق ہیں۔ پس وہی حدیث کی کتابیں ہیں، جن سے کم و بیش آنحضرت ﷺ کی زندگی کے حالات صحیح صحیح دریافت ہوسکتے ہیں اور جن کو معقول طرح سے ترتیب دینے سے اور صحیح کو غلط سے تمیز کرنے سے ایک معتبر تذکرہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا جمع ہوسکتا ہے۔(۱۰)

۳۔کتب مغازی و سیر:

سیرتِ رسول اکرم ﷺ کا ایک اور اہم ماخذ مغازی اور سیرت کی وہ کتابیں ہیں جو ابتدائی دور کے بزرگوں نے مرتب کیں، مغازی کا مطلب اگرچہ جنگیں ہے، لیکن اصطلاحاً اس سے مراد وہ جنگیں ہیں جن میں آنحضرت ﷺ خود شریک ہوئے۔ اصولاً تو مغازی کو صرف غزوات نبوی ﷺ اور ان میں شریک صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے تذکرے تک محدود رہنا چاہئے تھا، لیکن اپنے توسیعی مفہوم میں اس اصطلاح کا اطلاق حضور اکرم ﷺ کی پوری حیاتِ مبارکہ پر کیا جانے لگا۔ یہی وجہ ہے کہ حضور ﷺ کی زندگی (بالخصوص مدنی زندگی) کے تذکرے پر مشتمل کتابوں کو مغازی بھی کہا جاتا ہے اور سیرت بھی۔(۱۱)

۴۔کتب تاریخ:

سیرت رسول ﷺ کا ایک اور اہم ماخذ قدما کی لکھی ہوئی اسلامی کتب تاریخ ہیں، بنیادی طور پر یہ سیرت کی کتابیں نہیں ہیں بلکہ اسلامی دنیا کے حکمرانوں، اہم شخصیتوں اور مسلمان ممالک کے احوال و وقائع بیان کرنے کا ذریعہ ہیں، لیکن اسلام کی ابتدا کے مبارک تذکرے میں وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی اور کارناموں کو بھی اپنا موضوع بناتی ہیں، تاریخ کی ان کتابوں میں کہیں آنحضرت ﷺ کے سوانح حیات مختصراً اور کہیں تفصیلاً بیان ہوئے ہیں۔ ہماری قدیم کتب تاریخ میں اکثر روایات تو وہی ہیں جو حدیث اور مغازی و سیر مشہور کتابوں میں محفوظ ہیں، لیکن ابتدائی دور کی تاریخی کتابوں میں ایسی روایتیں بھی خاصی تعداد میں مل جاتی ہیں جو صرف انہیں کتابوں میں پائی جاتی ہیں۔ اس لحاظ سے یہ کتب تاریخ، سیرت رسول ﷺ کے ضروری منبع کی حیثیت رکھتی ہیں، یوں تو اسلامی تاریخ پر متقدمین، متوسطین اور متاخرین نے بے شمار کتابیں لکھی ہیں، لیکن سیرت رسول ﷺ کے حوالے سے صرف وہی کتابیں قابل ذکر ہیں جن میں اس مقدس ہستی کا بطور خاص تذکرہ کیا گیا ہے اور اُن کے بارے میں کچھ نہ کچھ نیا مواد پیش کیا گیا ہے۔(۱۲)

۵۔کتب تفاسیر:

سیرت رسول ﷺ کا ایک اور اہم ماخذ وہ کتب تفاسیر ہیں جو قرآن مجید کے معانی و مطالب بیان کرنے کی وضاحت کے لئے قدمانے تحریر کیں۔حضور اکرم ﷺ کے حالات دریافت کرنے کا سب سے مستند ذریعہ کلامِ الٰہی ہے۔ چنانچہ جب قرآن مجید کی تشریح و توضیح کی جاتی ہے تو سیرتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت سے وہ مقامات زیادہ اہم ہو جاتے ہیں جہاں خدا تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو مخاطب کیا ہے یا اُن کی زندگی کے مختلف واقعات کی طرف اجمالی اشارات کئے ہیں۔ یہ تفاسیر اس وقت بھی معلومات کا ایک قیمتی خزانہ ثابت ہوتی ہیں جب یہ معلوم کرنا ہو کہ آیاتِ قرآنی کے نزول کے اوقات، اسباب اور مقامات کون کون سے تھے؟ اور ان کا آنحضرت ﷺ کی ذات مبارکہ سے کیا تعلق تھا؟ اسی لئے کتب تفاسیر، سیرت النبی ﷺ کا ایک اہم سرچشمہ قرار دی گئی ہیں۔(۱۳)

۶۔کتب اسماء الرجال:

سیرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک اور اہم ماخذ کتب اسماء الرجال ہیں، جو سیکڑوں کی تعداد میں قدیم محدثین اور مصنفین نے بڑی محنت اور کاوش کے بعد مرتب کیں، رسول اکرم ﷺ کے حالاتِ زندگی چونکہ صحابہؓ نے روایت کئے اور ان سے تابعین نے سنے اور نوٹ کئے اور اُن سے آگے تبع تابعین نے سن کر محفوظ کئے، اس لئے یہ ضروری سمجھا گیا کہ بقولِ شبلی نعمانی ''یہ بھی تحقیق کیا جائے کہ جو اشخاص سلسلۂ روایت میں آئے، کون لوگ تھے؟ کیسے تھے؟ کیا مشاغل تھے؟ چال چلن کیسا تھا؟ حافظہ کیسا تھا؟ سمجھ کیسی تھی؟ ثقہ تھے یا غیر ثقہ؟ سطحی الذہن تھے یا دقیقہ بین؟ عالم تھے یا جاہل تھے؟ سیکڑوں محدثین نے اپنی عمریں اسی کام میں صرف کر دیں، ایک ایک شہر میں گئے، راویوں سے ملے، اُن کے متعلق ہر قسم کی معلومات بہم پہنچائیں، جو لوگ ان کے زمانے میں موجود نہ تھے اُن کے دیکھنے والوں سے حالات دریافت کئے۔ ان تحقیقات کے ذریعے سے ''اسماء الرجال'' (بائیوگرافی) کا وہ عظیم الشان فن تیار ہو گیا جس کی بدولت آج کم از کم ایک لاکھ اشخاص کے حالات معلوم ہو سکتے ہیں اور اگر ڈاکٹر اسپرنگر کے حسنِ ظن کا اعتبار کیا جائے تو یہ تعداد پانچ لاکھ تک پہنچ جاتی ہے۔(۱۴)

یہ حالات جن کتابوں میں جمع کئے گئے ہیں انہیں ''کتبِ اسماء الرجال'' کہا جاتا ہے، یہ کتابیں اس لحاظ سے بڑی مفید ہیں کہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے حالات و کوائف منضبط کرتے وقت ضمناً

آنحضرت ﷺ کے واقعات بھی اُن میں محفوظ ہو گئے ہیں کیونکہ صحابہؓ نے حضور اکرم ﷺ سے جو کچھ سنا، سیکھا یا آپ ﷺ کا جو بھی واقعہ اُن کی نظر سے گزرا، وہ سب کچھ صحابہؓ نے اپنے راویوں کے سامنے بیان کیا۔ یوں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے حالات سے بالواسطہ ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واقعات زندگی بھی معلوم ہوتے گئے۔ علاوہ ازیں بعض کتابوں کی ابتدا میں صحابہ اور تابعین کے تذکرے کے ساتھ ساتھ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی مختصراً ذکر کیا گیا ہے۔ سیرت رسول ﷺ کے لئے کتب اسماء الرجال کا یہ عظیم الشان سرمایہ انتہائی قابل قدر ہے۔ (۱۵)

۷۔ کتب شمائل:

سیرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک اور ماخذ وہ کتب شمائل ہیں، جن میں آنحضرت ﷺ کے حلیۂ مبارکہ، عادات وخصائل، اور فضائل ومعمولاتِ زندگی کا تذکرہ ہے، یوں تو کتبِ احادیث میں بھی شمائل نبوی ﷺ کا ذکر ہوتا ہے، مثلاً صحاحِ ستہ کی بعض کتابوں میں شمائل کا جداگانہ باب موجود ہے اور تمام مسانید، معاجم وموطات میں بھی سیرت رسول ﷺ کے اس خاص پہلو سے متعلق احادیث موجود ہیں۔ (۱۶) لیکن بعض کتابوں میں صرف شمائل کو ہی موضوع بنایا گیا ہے۔ چنانچہ امام ترمذیؒ (متوفی ۲۷۹ھ) کی کتاب الشمائل اس فن کی سب سے پہلی اور مشہور تالیف ہے۔ اس کتاب کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ بڑے بڑے جید علما نے اس کی بیسیوں شرحیں لکھیں۔ (۱۷)

شمائل کا موضوع سیرت نگاروں کے لئے اتنا پرکشش رہا ہے کہ اوائل سے لے کر اب تک اس پر طبع آزمائی ہو رہی ہے۔ لہذا کتبِ شمائل بھی سیرت طیبہ مرتب کرنے میں ایک ماخذ کا درجہ رکھتی ہیں۔

۸۔ کتب دلائل:

سیرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک اور ماخذ دلائل نبوت ہیں، جن میں آنحضرت ﷺ کے معجزات اور روحانی کارناموں کا ذکر ہے۔ سید سلیمان ندویؒ نے اپنی کتاب ''خطبات مدراس'' میں اس صنف کی کئی کتابوں کا ذکر کیا ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت مبارکہ کے اس پہلو کے بیان کے لئے لکھی گئی ہیں۔ (۱۸)

بقول حکیم غلام معین الدین نعیمی چند اہل قلم حضرات نے معجزات سرور کائنات ﷺ کو اپنی سیرت نگاری کا موضوع بنایا۔ (۱۹) لہذا کتب دلائل بھی سیرت طیبہ کے مرتبین کے لئے ماخذ کا کام دیتی ہیں۔

۹۔کتب آثار و اخبار:

سیرتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک اور ماخذ وہ کتابیں ہیں جو مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے حالات کے بارے میں لکھی گئی ہیں۔ ان کتابوں میں ان شہروں کے عام حالات کے علاوہ حضور اکرم ﷺ کے حالات زندگی اور ان مقامات مقدسہ کے نام ونشان ہیں جن کا حضور ﷺ سے کوئی تعلق رہا ہے۔ کتب سیرت کے لئے آثار واخبار کی یہ تصانیف پس منظر کا کام دیتی ہیں، کیونکہ ان کے مصنفین نے مکہ اور مدینہ کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کے لئے ان دونوں شہروں کے ماضی کو کریدا ہے اور یوں ہمارے لئے تاریخی معلومات کا ایسا ذخیرہ یادگار چھوڑا ہے جو کہیں اور نہیں ملتا۔ ان کتابوں کے مؤلفین کی محنت کی داد دینی چاہئے کہ انہوں نے ہزاروں سال پر محیط یہاں آباد ہونے والے قبائل کی تہذیبی و تمدنی زندگی کی تفصیلات ہمارے لئے فراہم کی ہیں اور اُن کا رشتہ سیرت رسول ﷺ سے یوں قائم کیا ہے کہ آپ ﷺ کی بعثت ایک فطری عمل محسوس ہوتی ہے۔ ان کتابوں کو اصل میں کتب تاریخ کی صف میں جگہ ملنی چاہئے، لیکن آنحضرت ﷺ کی سوانح حیات کی فراہمی کے سلسلے میں ان کتابوں کی منفرد حیثیت ہے، اس لئے انہیں علیحدہ عنوان کے تحت موضوع بحث بنایا گیا ہے۔ (۲۰) لہذا کتبِ آثار وآخبار بھی مآخذ سیرت کا حصہ قرار پاتی ہیں۔

۱۰۔معاصرانہ شاعری:

سیرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک اور ماخذ آنحضرت ﷺ کے زمانے کی وہ عربی شاعری ہے جو آپ کی ذات کے حوالے سے کی گئی ہے۔ سرولیم میورا گرچہ سیرت رسول ﷺ کے بنیادی منابع صرف دو ہی تسلیم کرتا ہے، یعنی قرآن وحدیث، لیکن یہ بھی کہتا ہے کہ اس سے نیچے دوسر چشمے اور بھی ہیں، یعنی ہم عصر دستاویزات اور عربی شاعری، ان دونوں نچلے درجے کے مآخذوں کے لئے بھی ہم احادیث کے ممنونِ احسان ہیں جن میں ان کا ایک بڑا حصہ محفوظ ہو گیا ہے۔ (۲۱) یا پھر ہمیں کتب سیرو مغازی کی طرف رجوع کرنا پڑتا ہے جہاں جابجا ان سے استفادہ کیا گیا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم عصر شعرا میں حضور ﷺ کے شفیق چچا حضرت ابو طالب، سبعہ معلقہ کے شعرا میں سے ایک شاعر، اعشی، حضرت کعب بن زہیرؓ، حضرت حسان بن ثابتؓ، حضرت عبداللہ بن رواحہؓ، عبداللہ بن زبعریؓ، کعب بن مالکؓ، فضالہ لیثیؓ اور عباس بن مرداسؓ کے نام اہم ہیں، یوں تو ابو زید القرشی نے جمہرہ میں المفصل

الضبی کا یہ قول نقل کیا ہے کہ ''رسول اللہ ﷺ کے صحابہ میں کوئی بھی ایسا نہیں ہے جس نے حضور ﷺ کی شان میں شعر نہ کہا ہو اور اس کو موقع پر پڑھ کر نہ سنایا ہو''۔ اور اس کی تائید خلفائے راشدین، حضرت ابو بکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ اور علیؓ کے کہے ہوئے اُن تعزیتی اشعار سے ہوتی ہے جو اکا دکا مختلف کتابوں میں محفوظ ہیں اور ان اشعار سے بھی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قریبی اعزا، حضرت عباسؓ حضرت فاطمہ زہرہؓ، حضرت صفیہ بنت عبد المطلب، حضرت عاتکہؓ بنت عبد المطلب، حضرت عبد اللہ بن عباسؓ اور ابوسفیان بن حارث بن عبد المطلب سے منسوب ہیں اور جن میں آنحضرت ﷺ کے وصال پر اظہار غم کیا گیا ہے، تاہم سیرت رسول ﷺ کے تائیدی حوالہ جات کے لئے جن شعرا کے کلام کی خصوصی اہمیت ہے، وہ وہی ہیں جن کا پہلے ذکر کیا گیا ہے۔(۲۲)

مذکورہ بالا شعراء کی نعتیہ شاعری میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاقِ حسنہ، مثلاً عدل و انصاف، شفقت و رحم دلی، تدبر و حکمت، حلم و بردباری، غریبوں اور یتیموں کے ساتھ اعلیٰ سلوک کا خصوصی تذکرہ ہے، علاوہ ازیں آپ ﷺ کے عالی حسب ونسب اور خاندان کی مدح بھی کی گئی ہے اور حضور ﷺ کے سراپا کا چشم دید بیان بھی ہے۔(۲۳) لہذا سیرت نگاری کے لئے معاصرانہ شاعری کی افادیت کا اندازہ ایک سیرت نگار بخوبی کر سکتا ہے۔

۱۱۔غیر مذاہب کی مقدس کتب:

سیرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک اور ماخذ غیر مذاہب کی مقدس کتابیں بھی ہیں، سیرت نگاری کے لئے ضروری ہے کہ موضوع سے متعلق جس قدر کتابیں دستیاب ہوں، ان کا بے لاگ مطالعہ کیا جائے اور اُن میں سے صرف وہی واقعات آخذ کئے جائیں جو معیار تحقیق پر پورے اترتے ہوں اور جو رسول اللہ ﷺ کی ذات کے حوالے سے کسی پہلو کی نشاندہی کرتے ہوں یا دلیل فراہم کرتے ہوں۔

جن سیرت نگاروں نے سیرت طیبہ کے اصل منابع یعنی قرآن مجید، کتب حدیث، کتاب سیرت ومغازی اور کتاب شمائل کے علاوہ غیر مذاہب کی مقدس کتابوں کو بھی استعمال کیا ہے اُن میں سرسید احمد خان اور قاضی سلیمان منصور پوری قابل ذکر ہیں۔ سرسید احمد خان نے ''الخطبات الاحمدیہ'' میں ایک باب ''رسول اللہ ﷺ کی بشارات کے بیان میں جو توریت اور انجیل میں مذکور ہیں'' کے عنوان سے رکھا ہے جس میں عبرانی بائبل کے حوالے بھی اُسی زبان کے حروف میں پیش کئے ہیں۔(۲۴) قاضی سلیمان

منصور پوری نے بھی ''رحمۃ للعالمین'' میں اس ماخذ کو استعمال کیا ہے۔ ڈاکٹر محمد میاں صدیقی فرماتے ہیں

> مراجع و مصادر کے مطالعے سے پتہ چلتا ہے کہ قاضی صاحب نے صرف اسلامی علوم پر ہی اکتفا نہیں کیا بلکہ غیر مذاہب کی مقدس کتابوں کی ورق گردانی بھی کی ہے اور یہودیوں، عیسائیوں اور ہندوؤں کی مذہبی کتابوں سے بھی مضبوط شواہد بہم پہنچا کر حضور اکرم ﷺ کی عظمت پر مہر ثبت کر دی ہے۔ (۲۵)

اسی کی تائید سید سلیمان ندویؒ کے اس جملے سے بخوبی ہوتی ہے کہ ''مصنف مرحوم کو توراۃ اور انجیل پر مکمل عبور حاصل تھا''۔ (۲۶) دور حاضر کے سیرت نگاروں میں طالب حسین کرپالوی نے اپنی تصنیف ''سیرت النبی انجیل مقدس کی روشنی میں'' (۲۷) پیش کر کے سیرت نگاری میں بطور ماخذ غیر مذاہب کی مقدس کتب کی اہمیت کو مزید اجاگر کر دیا ہے۔

مآخذ سیرت کے مذکورہ بالا بیان کے بعد یہ کہنا شاید غلط نہ ہو کہ قدیم اور ماضی قریب کے سیرت نگاروں نے جن کی تعداد کا تعین کرنا انسانی قدرت سے باہر ہے۔ اپنی تالیفات کے دوران متذکرہ مآخذ سیرت میں سے اکثر کو استعمال کیا ہوگا، لیکن اُن کا ذکر اپنی تالیفات کے مقدمات یا دیباچوں میں نہیں کیا ہے۔ لیکن یہ ضرور کہا ہے کہ انہوں نے سیرت نگاری کے لئے ''اصل اور بنیادی مواد'' پر زیادہ اعتماد کیا ہے۔ اس کی وجہ غالباً یہ رہی ہوگی کہ اُن کے زمانے میں دورِ جدید کا طریقۂ تصنیف و تحقیق مروج نہ تھا، لہذا اُن سیرت نگاروں نے اس وضاحت کی ضرورت محسوس نہ کی۔ یہی وجہ ہے کہ اس مقالے میں جن معروف کتب سیرت کے مقدمات کو مطالعے کے لئے منتخب کیا گیا تھا۔ اُن میں سے اکثر مؤلفین سیرت نے مذکورہ مآخذ کا ذکر نہیں کیا ہے۔ لیکن جن سیرت نگاروں نے مآخذ سیرت کا ذکر یا اعتراف اپنے مقدمات میں کیا اُن کا ذکر کیا جاتا ہے۔

منتخب عربی کتب سیرت کے مقدمات کا مطالعہ کرنے کے نتیجے میں صرف محمد حسین ہیکل (۲۸) نے اپنی کتاب حیات محمد کے مقدمے میں قرآن مجید، کتب احادیث، کتب سیر، کتب تاریخ اور غیر مذاہب کی مقدس کتابوں کو استعمال کرنے کا اعتراف کیا ہے۔

مستشرقین کی تحریر کردہ کتب سیرت کے مقدمات کا مطالعہ کرنے سے جو نتیجہ سامنے آتا ہے اُسے علامہ شبلی نے بہت عمدہ طریقے سے بیان کیا ہے، فرماتے ہیں کہ:

> مصنفین یورپ تین قسموں پر منقسم کئے جا سکتے ہیں...... یورپین مصنفین کا تمام تر سرمایۂ استناد صرف سیرت و تاریخ کی کتابیں ہیں...... جس وجہ سے ہم انہیں

سیرت نگاری کے فن سے معذور رکھتے ہیں...... یورپ کے اصول و تنقیح شہادت اور ہمارے اصولِ تنقیح میں سخت اختلاف ہے۔(۲۹)

اس مقالے کے لئے منتخب اردو کتب سیرت کے مقدمات کا مطالعہ کرنے کے دوران جن سیرت نگاروں نے مآخذ سیرت کا ذکر کیا ہے اُن میں علامہ شبلی نعمانی (۳۰) نے قرآن مجید اور کتب سیرت ومغازی اور کتب اسماء الرجال کا ذکر کیا ہے۔ پروفیسر سید نواب علی (۳۱) مولانا ابوالکلام آزاد (۳۲) اور مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی (۳۳) نے قرآن مجید کو سیرت طیبہ کا اہم ماخذ گردانا ہے۔ سید سلیمان ندوی (۳۴) نے محدثین ارباب سیر اور اسماء الرجال کو اہمیت دی ہے۔ سید ابوالحسن علی ندوی (۳۵) نے قرآن مجید، کتب احادیث، کتب تاریخ، کتب آثار واخبار اور غیر مذاہب کی مقدس کتابوں کو بطور مآخذ استعمال بھی کیا اور انہیں مآخذ قرار دیا ہے۔

موجودہ زمانے کے محققین میں ڈاکٹر انور محمود خالد (۳۶) نے قرآن مجید، کتب احادیث، کتبِ مغازی وسیر، کتب تاریخ، کتب تفاسیر، کتب اسماو الرجال، کتب شمائل، کتب دلائل، کتب آثار و اخبار اور معاصرانہ شاعری کو مآخذ سیرت قرارادیا ہے۔ ڈاکٹر محمد میاں صدیقی (۳۷) نے قرآن مجید، کتب احادیث کو مآخذ قرار دیا ہے اور ڈاکٹر سہیل حسین (۳۸) نے قرآن مجید، کتب احادیث، کتب سیرت اور کتب تاریخ کو سیرت نگاری کے مآخذ گردانا ہے۔

سیرت نگاری اور اصول روایت ودرایت:

سیرت نگاری ایک جداگانہ فن ہے جو فن حدیث کی طرح روایت ودرایت کے اصولوں پر قائم رہنے کا متقاضی ہے۔ اسی لئے سیرت طیبہ کو تحقیقی انداز میں لکھنے والے سیرت نگاروں کو قدیم سیرت نگاروں سے یہ شکایت رہی ہے کہ انہوں نے سیرت نگاری میں روایت کے ساتھ درایت کے اصولوں کی پوری پابندی نہیں کی ہے جس کے نتیجے میں سیرت طیبہ کے لٹریچر میں ایسی کمزور، مشتبہ اور غلط روایات داخل ہوگئیں ہیں جن سے اسلام اور سیرت طیبہ کی پرشکوہ عمارت کو ناقابل تلافی نقصان پہنچا ہے۔ چنانچہ دور جدید کے بعض سیرت نگاروں نے سیرت نگاری میں اصول روایت و درایت کی اہمیت اور اصولوں کی نشاندہی کی ہے۔ ذیل میں اسے اختصار کے ساتھ پیش کیا جاتا ہے۔

قرآن مجید نے روایت کی تحقیق کا اصول خود قائم کردیا ہے۔ سورۃ الحجرات کی آیت نمبر ۶ میں